تھا، نہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی گئی تھی، نہ کوئی ایجی ٹیشن کرایا گیا تھا اور نہ کوئی عام جلسہ ــــ تو انتظامیہ کے اس اقدام کو کوئی جواز نہیں ملتا۔

ایک وقیع اور سنجیدہ کتاب "علم جدید کا چیلنج" سے ایک اقتباس (صـ ۲۶۵) تعدد ازدواج پر پابندی لگانے والوں کی خدمت میں بلاتبصرہ پیش ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

" اسلام میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسکو بھی تہذیب جدید نے بڑے زور شور کے ساتھ جہالت کا قانون قرار دیا ہے۔ مگر تجربے نے ظاہر کر دیا ہے کہ اسلام کا یہ اصول انسانی فطرت کا عین تقاضا ہے۔ کیونکہ چند زوجیت (تعدد ازواج) کے قانون کو ختم کرنا دراصل درجنوں غیر قانونی زوجیت کا دروازہ کھولنا ہے۔

یہاں میں اقوام متحدہ کے ڈیموگرافک سالنامہ ۱۹۵۹ء کا حوالہ دوں گا۔ اس میں اعداد و شمار کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ جدید دنیا میں جو صورت حال ہے وہ یہ کہ بچے " اندر سے کم اور باہر سے زیادہ " پیدا ہو رہے ہیں۔ ڈیموگرافک سالنامہ کے مطابق ان ملکوں میں حرامی بچوں کا تناسب ساٹھ فیصدی ہے۔ اور بعض ممالک مثلاً پناما میں تو چار میں سے تین بچے پادریوں کی مداخلت یا سول میرج رجسٹری کے بغیر ہی پیدا ہو رہے ہیں یعنی ۷۵ فیصد حرامی بچے۔ لاطینی امریکہ میں اس قسم کے بچوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

متحدہ اقوام کے اس ڈیموگرافک سالنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم ملکوں میں حرامی بچوں کی پیدائش کا تناسب نفی کے برابر ہے۔ چنانچہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ متحدہ عرب جمہوریہ (مصر) میں ناجائز بچوں کا تناسب ایک فیصدی سے بھی کم ہے۔ جب کہ متحدہ عرب جمہوریہ تمام مسلم ملکوں شاید سب سے زیادہ مغربی تہذیب سے متاثر ہوا ہے۔ مسلم ممالک دور جدید کی اس عام وبا سے محفوظ کیوں ہیں۔ اس کا جواب متحدہ اقوام کا سالنامہ مرتب کرنے والے ایڈیٹروں نے یہ دیا ہے کہ چونکہ مسلم ممالک میں چند زوجیت (POLY GAMY) کا رواج ہے۔ اس لئے وہاں ناجائز ولادتوں کا بازار گرم نہیں ہے۔ چند زوجیت کے اصول نے مسلم ملکوں کو وقت کے اس طوفان سے بچا لیا ہے۔ (MOVE OUT THANIM) مطبوعہ ہندوستان ٹائمز ۱۲ ستمبر ۱۹۶۰ء۔